Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:8 (1965)

هبه علی الاولاد

امجد علی

[مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی سے هبه علی الا ولاد کے سلسلے میں ایک مسئلے کے بارے میں رجوع کیا گیا تھا۔ محترم مفتی امجد علی صاحب رکن ادارہ نے اس استفسار کا بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے ۔ اور هبه علی الاولاد کی اس خاص شق پر بحث کرتے ہوئے فریقین کے دعاوی کا محاکمہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ هبه کے اس طریقے سے لڑکیوں کو ترکہ سے محروم کرنا ناجائز ہے ۔ هم وہ استفتا اور اس کا جواب شائع کر رہے ہیں]

(مدیر)

استفتا

مکرمی و محترمی ۔ سلام مسنون

حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں رهنمائی کرکے عنداللہ ماجور ہوں ۔

ہمارے ملک پاکستان میں جب سے شریعت ایکٹ کا نفاذ ہوا ہے اور لوگوں کی میراث اسلامی قانون کے مطابق تقسیم کے ہونا شروع ہوئی ہے۔ زمیندار طبقہ نے اس کی زد سے بچنے کے لئے اور اپنے آباؤ اجداد کے مخصوص رواج پر کاربند رہنے کی خاطر اپنی جائداد زرعی زمین کو اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹوں کے نام بذریعہ هبه منتقل کرنا شروع کردی ہے تا کہ لڑکیاں بعد از وفات والد کے ترکہ سے حصہ نہ پاسکیں۔ یہ حربہ اتنا کارگر ہے کہ شریعت ایکٹ کے نفاذ کے باوجود اس حربہ سے اسلامی قانون وراثت عملاً معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ کا عمل درآمد ہندو رواج کے مطابق ہی رہتا ہے ۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

مثال کے طور پر زید ایک شخص ہے جو کہ ۱۰۰ ایکڑ اراضی کا مالک تھا ۔ اس کی اولاد چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں ۔ ایک بیوی بھی ہے ۔ اس نے ۱۹۵۲ءمیں اپنی ۸۰ ایکڑ اراضی اپنے چار بیٹوں کے نام منتقل کردی۔ تحصیلدار نے انتقال تصدیق کرتے وقت از خود واہب سے پوچھا کہ تیری کوئی لڑکی بھی ہے؟ اس نے اعتراف کیا کہ میری دو لڑکیاں ہیں ۔ پھر افسر مجاز نے پوچھا کہ آیا تم ان کو بھی کچھ دے رہے ہو ؟ اس نے بیان دیا کہ بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی میں نے اپنی دختر کے لئے محفوظ کرلی ہے ۔ چنانچہ یہ الفاظ افسر مجاز نے انتقال تصدیق کرتے وقت انتقال میں درج کردیئے ۔ ۱۹۵۸ءمیں زید پھر لڑکوں کے دباؤ میں آگیا یا اس نے مزیدقانونی واقفیت حاصل کرلی اور بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی بھی اپنے بیٹوں کو بذریعہ ہبہ منتقل کردی ۔ اس طرح اس نے اپنی لڑکیوں کو اپنی جائداد سے بالکل محروم کردیا ۔ یہ ایک مثال ہے ویسے اس طرح اکثر لڑکیوں کو ان کے حق میراث سے محروم کیا جارہا ہے ۔

مروجہ قانون ایسی مظلوم لڑکی کی کوئی مدد نہیں کرتا اور بعض علماء بھی ایسے ہبہ کو از روئے شریعت جائز سمجھتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فعل عنداللہ گناہ ہے مگر قانوناً جائز ہے۔ اس کے برعکس اہل السنت والجماعت کے تمام مذاہب کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ اور معتبر کتابیں ایسی بھی موجود ہیں جو ایسے ہبہ کو باطل اور کالعدم قرار دیتی ہیں ۔

لہذا پوری تحقیقات کرکے تشفی بخش رہنمائی سے فیض یاب فرمائیں ۔

احقر العباد

محمد اسلم چیمہ ،

الشرکت الاسلامیہ

بھوپال والا (ضلع سیالکوٹ)

جواب

باسمه تعالیٰ

ھبه علی الاولاد بطریقهٔ تفضیل و ترجیح کے مسئله میں فقہاء سلف نے جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ھے، وہ ھم ذیل میں پیش کرتے ھیں - اس کے بعد اس مسئله میں ھر گروہ کا مسلک پیش کرتے ہوئے حقیقت امر کا انکشاف پیش کریں گے -

"عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر رضی الله عنہما وھوا علی المنبر یقول اعطانی ابی عطیة فقالت عمرة بنت رواحة لا ارضی حتی تشهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمره بنت رواحة عطیة فامرتنی ان اشهدک یا رسول الله صلعم قال اعطیت سائر والدک مثل ھذا ؟ قال لا قال فاتقوا الله و اعدلوا بین اولادکم - قال فرجع فرد عطیته - (۱) "

یعنی عامر کہتے ھیں که میں نے نعمان بن بشیر رض کو منبر پر فرماتے سنا که میرے والد (بشیر رضی اللہ عنه) نے مجھے عطیه دیا۔ پس عمره بنت رواحه نے ان سے کہا که اس وقت تک میں اس پر راضی نه ھوں گی جب تک تم اس پر رسول الله صلی الله علیه وسلم کی گواھی نه کرادوگے - چنانچه وہ حضور کی خدمت میں حاضرھوئے۔ اور عرض کیا که میں نے اپنے لڑکے کو جو عمره بنت رواحه سے پیدا ھوا ھے عطیه کیا ھے اس نے مجھ کو حکم دیا که یا رسول الله آپ کو اس ھبه (عطیه) پر میں گواہ کردوں ۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنی باقی تمام اولاد کو اسی طرح عطیه (ھبه) کیا ھے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں - حضور انور نے فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل اختیار کرو -

---

(بخاری بر حاشیهٔ فتح الباری جلد ۵ مطبوعهٔ مصر صفحه ۱۳۲ کتاب الهبه باب الاشهاد) ...

نعمان رض نے کہا لہذا انہوں نے رجوع کرکے اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

یہ حدیث بخاری رح نے کئی بابوں میں مختلف اسناد سے نقل کی ھے۔ چنانچہ کتاب الشہادت میں عبداللہ ابن مبارک سے روایت کی ھے نیز دیگر محدثین نے بھی اس کو کثرت سے روایت کیا ھے جن کی تفصیل حسب ذیل ھے:

مسلم نے کتاب الفرائض میں به روایت مالک و ابو بکر ابن ابی شیبه و اسحاق ابن ابراھیم و ابن عمر و قتیبه و محمد ابن رمح و حرمله و اسحاق ابن ابراھیم و عبد بن حمید اور ابو بکر بروایت علی و محمدابن ابراھیم و محمدابن المثنی و احمد ابن عثمان- اور ترمذی رح نے کتاب الاحکام میں نصر ابن علی و سعید ابن عبدالرحمن سے- نسائی رح نے کتاب النحل میں محمد ابن منصور و سفیان و محمد ابن مسلمه و حارث ابن مسکین سے بروایت عبدالرحمن ابن قاسم و مالک و ولیدابن مسلم و قتیبه بواسطه سفیان و عمر و بن عثمان— اور ابن ماجه رح نے کتاب الاحکام میں ھشام ابن عمارو و شعبی سے — اور ابو داؤد رح نے کتاب البیوع میں احمد ابن حنبل سے — نیز نسائی نے محمد ابن مثنی و محمد ابن عبدالملک و موسی ابن عبدالرحمن و ابو داؤد الحرانی سے بھی — اور ابن ماجه نے کتاب الاحکام میں بکر ابن خلف سے بھی — ان تمام روایات میں حدیث کا وہ حصه جس میں غلام کے ھبه و عطیه کرنے کا تذکرہ ھے که حضرت نعمان کی والدہ کی فرمائش پر ان کے والد نے یه غلام ھبه کیا تھا یکساں ھے۔ صرف آخری حصه میں الفاظ کا اختلاف ھے جس کو ھم یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ھیں ان روایات میں مجموعی طور پر مندرجه ذیل الفاظ استعمال کئے گئے ھیں -

(فاتقوا الله واعدلوا بین اولادکم) - خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو — **(فارجعه)** یعنی رجوع کرلو—**(فاردده)** واپس کرلو— **(قال لا تشهدنی علی جور)** فرمایا ظلم پر مجھکو گواہ نه بناؤ—**(لااشهد علی جور)** میں ظلم پر شاھد نہیں بنتا — **(فلاتشهدنی اذا فانی لا اشهد علیٰ جور)** یعنی ایسی حالت میں مجھے شاھد نه بنا کیونکه میں ظلم پر گواہ نہیں بننا چاھتا— **(فانی لا اشهد علیٰ جور لیشهد علیٰ هذا غیری)** میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا

میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ— **(فاشهد علیٰ هذا غیری)** پس اس پر میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بنالو—**(فلیس یصلح هذا وانی لا اشهد الا علیٰ حق)** یہ درست نہیں ہے — میں حق کے سوائے کسی شئے پر شاهد نہیں ہوتا—**(لا اشهد الا علی الحق)** میں شاهد نہیں بنتا ہوں مگر حق پر— **(فکرهه ان یشهد له)** پس آپ نے انکے لئے شہادت کو مکروہ خیال فرمایا— **(اعدلوا بین اولادکم فی النحل کما تحبون ان یعدلوا بینکم فی البر)** اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو بخشش میں جس طرح تم کو یہ پسند ہے کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی میں عدل کریں—**(ان لبنیک علیک من الحق ان تعدل بینهم ولا تشهدنی علیٰ جور آیسرک ان یکونوا الیک من البر سواءً قال بلیٰ قال ولا اذا)** تم پر تمہاری اولاد کا حق ہے یہ کہ تم ان کے درمیان عدل کرو اور مجھکو جور پر شاهد نہ بناؤ کیا تم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ سب تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں مساوی ہوں عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا تو اس وقت یہ فعل ہی (درست) نہیں—**(لهم علیک من الحق ان تعدل بینهم کما ان لک علیهم من الحق ان یبروک)** انکا تم پر یہ حق ہے کہ انکے درمیان تم عدل کرو جس طرح تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ برابر کا سلوک کریں—**(الا سویت بینهم)** تم نے انکے درمیان مساوات کیوں نہ کی—**(سووا بینهم)** ان کے درمیان برابری کرو—**(سووا بین اولادکم فی العطیه فلو کنت مفضلا احدا لفضلت النساءٔ)** اپنی اولاد کے درمیان میں مساوات اختیار کرو عطیہ میں-پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو دیتا (۲) -

یہ وہ روایات ہیں جن کے الفاظ سے فقہاء سلف نے اپنے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ فریق اول یعنی امام ثوری و لیث ابن سعد و قاسم ابن عبدالرحمن و محمد ابن منکدر و ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد ابن حسن و شافعی اور ایک روایت میں احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی صحت و تندرستی کی حالت میں اپنی بعض اولاد کو ترجیح و فضیلت دوسرے بعض پردے کر عطیہ (هبه) کرے تو یہ دیانۃً مکروہ ہے لیکن حکماً

(۲) فتح الباری جلد ۵ مطبوعہ مصر ص ۱۳۴ کتاب الهبه عمدة القاری جلد ۹ ص ۲۷۲ مطبوعہ مصر -

و قضاءً درست ہوگا ۔ حنفیہ کے اس کراہت میں دو قول ہیں یہ کہ مکروہ تنزیہی ہو یہ کہ مکروہ تحریمی ہو لیکن بحر الرائق نے مکروہ تحریمی ہونے ہو یہ کہ مکرہ تحریبی ہو لیکن بحر الرائق نے مکروہ تحریمی ہونے کو ترجیح دی ہے ۔ (۳)

ان حضرات کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ حدیث مذکور کی تمام عبارات حکم اور فیصلے کی نوعیت نہیں رکھتیں بلکہ نصیحت و امربالمعروف کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ‌وسلم کا یہ مقصود ہے کہ یہ تفصیل مکروہ ہے ۔ ایسا کرنے والا اس ثواب کامستحق نہیں ہوگا جو وہ اپنے ہبہ سے مقصود رکھے گا ۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے خصوصیت سے جس روایت یا روایات یہ الفاظ ہیں سے استدلال کیا ہے، اس کے میرے علاوہ اس پر کسی دوسرے کو گواہ بنالو اس کی رو سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہبہ درست نہ ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ نہ فرماتے کہ کسی دوسرے شخص کو گواہ بنالو کیونکہ جو فعل باطل ہو اس پر نہ خود کا گواہ بننا درست ہے نہ کسی دوسرے کا (۴)

دیگر حضرات کا استدلال اس طرح ہے کہ حضرت نعمان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اپنے ہبہ کو نافذ و قطعی نہ کیا تھا بلکہ مشورہ لینے کے لئے حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تھے آپ نے مشورہ دیا اور حضرت بشیر نے اس پر عمل پیرا ہوکر ہبہ سے رجوع کرلیا ۔

(۲) یہ کہ نعمان بالغ تھے انہوں نے ابھی تک اس عطیہ پر قبضہ نہ کیا تھا ۔ ہبہ نا تمام تھا اور ایسی صورت میں واہب کو رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے ۔

(۳) یہ کہ آنحضرت نے حضرت بشیر کو یہ حکم دیا کہ رجوع کرلو اور یہ حکم اسی وقت صحیح ہوگا کہ جب ہبہ کا عقد منعقدہ و صحیح تسلیم

---

(۳) بحر الرائق جلد ۷ کتاب الهدیه مطبوعہء مصر ۔
(۴) فتح الباری جلد ۵ صہ مذکورہ حاشیہ (۱) ۔

کیا جائے - ہبہ باطل ہونے کی صورت میں رجوع عن الھبہ بے معنی چیز ہے -

(۴) ایک روایت کے الفاظ کہ '' میرے علاوہ کسی دوسرے کو شاھد بناؤ '' ان سے آنحضرت نے ظاھر فرمایا ہے کہ میں حاکم وقت ہوں میرے لئے کسی مقدمہ میں شہادت غیر مناسب ہے کیونکہ حاکم وقت کی شان حکم دینا فیصلہ کردینا ہے نہ کہ ادائے شہادت -

(۵) ایک روایت میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ '' تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں کرتے - '' یہ طرز عبارت استحباب پر دلالت کرتا ہے -

(۶) جس روایت میں تسویہ کا حکم بصیغہ امر دیا گیا ہے اس روایت میں جو الفاظ محفوظ طریقہ پر مروی ہیں وہ (سووا) کی بجائے (قاربو) کے الفاظ ہیں اور مقاربت کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں لہذا تسویہ بھی واجب نہیں -

(۷) جن روایات میں مساوات فی الھبہ کو اولاد کے احسان و سلوک للاباء کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ اس امر کی دلیل ہیں کہ جس طرح اولاد پر والدین کے حق میں احسان میں تسویہ واجب نہیں اسی طرح والد پر اولاد کے حق میں تسویہ ضروری نہیں -

(۸) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بھی اس امر کی دلیل ہے کہ عدم تفضیل بعض علی البعض مستحب و مندوب ہے واجب نہیں ہے - چنانچہ بیہقی جلد ۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن ص ۱۷۸ میں حضرت ابوبکر رض سے اس طرح مروی ہے

(عن عروة بن الزبیر ان عائشة قالت کان ابوبکر رضی اللہ عنہ نحلنی جداداً عشرین وسقاً من مالہ فلما حضرتہ الوفات جلس فاحتبیٰ ثم تشهد ثم قال اما بعد ای بنیة ان احب الناس الی غنی بعدی لانت و انی کنت نحلتک جواد عشرین وسقاً من مالی فوددت واللہ لو انک کنت خزنتہ وجددتہ ولکن انما ھو الیوم مال الوارث و انما ھما اخیاک فقالت یا ابتاہ ھذہ اسماء فمن الاخریٰ قال ذو بطن ابنت خارجة اراھا جاریة فقلت لو اعطیتنی ماھوا کذا لوددتہ الی کذا الیک)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشہ رض کو بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں - جب آپ کی وفات کا وقت آ پہنچا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ رض سے حمد و نعت کے بعد فرمایا - میری بچی میں نے تم کو بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں اور مجھے یہ محبوب تھا کہ تم لوگوں کی نسبت سے میرے بعد زیادہ غنیٰ کی حالت میں ہو کاش تم ان کو توڑ کر اپنے پاس جمع کر لیتیں - اب یہ تمام وارثوں کا مال ہوگیا - ان میں دو تمہارے بھائی اور دو تمہاری ہمشیر گان ہیں - حضرت عائشہ نے عرض کیا والد صاحب ایک بہن تو یہ حضرت اسماء ہیں لیکن دوسری بہن کو میں نہ جان سکی وہ کون ہے - فرمایا بنت خارجہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے میرا گمان ہے کہ وہ لڑکی ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہوتا میں وہ بھی آپ کو واپس کر دیتی -(۵)

نیز حضرت عمر رض نے حضرت عاصم کو اور حضرت ابن عوف نے ام کلثوم کو اپنی دوسری اولادوں پر ترجیح دی اور اسی طرح حضرت ابن عمر رض نے و عبدالرحمن ابن قاسم نے - (۶)

اس کے مقابلہ میں فریق دوم یعنی حضرت طاؤس و عطا ابن ابی رباح و مجاهد و عروہ و ابن جریج و نخعی و شعبی و ابن شبرمہ و بروایت مرجع ابن حنبل و اسحق یہ فرماتے ہیں کہ ہبہ باطل واجب الرد ہوگا - ایک روایت امام ابو یوسف رح سے بھی واجب الرد ہونے کی اس صورت میں منقول ہے جبکہ والد نے اپنے تفضیلی عمل سے دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کی نیت سے ہبہ کیا ہو - (۷)

اس فریق کا استدلال مذکورہ روایات کے ان الفاظ پر مبنی ہے جو بصیغہ امر وارد ہوئے ہیں مثلاً (فارجعه) یا (فاردده) یا جن الفاظ میں

---

(۵) بیہقی جلد ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ دکن و فتح الباری جلد ۵ ص ۱۳۴ مطبوعہ مصر و عمدۃ القاری جلد ۶ ص ۲۷۲ مطبوعہ مصر -

(۶) بحوالہ مذکورہ ص سابقہ -

(۷) بحوالہ فتح الباری و عمدۃ القاری جلد و صفحہ سابقہ -

تشدید موجود ہے ۔ ظاہر ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جن میں اس فعل پر سختی سے ممانعت موجود ہے وہ بھی وجوب رجوع کی دلیل ہے خصوصاً جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جور قرار دیا ہو ۔ جو شریعت میں کتاب اللہ و سنت رسول دونوں کے لحاظ سے حرام ہے ۔ ارتکاب حرام معصیت ہے اور معصیت سے باز رکھنا واجب ہے ۔ اور ان تمام دلائل کا جواب جو فریق اول نے اپنے مذہب پر پیش کئے ہیں یہ ہے کہ :

(۱) روایات کی اکثریت اس امر کو واضح کر دیتی ہے کہ نعمان رض کے والد حضرت بشیر اپنی زوجہ عمرہ بنت رواحہ کی فرمائش پر غلام قطعاً ہبہ کر چکے تھے لیکن نعمان کی والدہ حضرت عمرہ کو اس ہبہ کی تسجیل و توثیق بذریعہ ایک اعلی شہادت کے مطلوب تھی تا کہ آئندہ کسی موقع پر حضرت بشیر کے دیگر وارث مزاحمت نہ کر سکیں ۔

( ) حضرت نعمان کے بالغ و کبیر ہونے کا قول بھی غیر صحیح ہے ! اس لئے کہ روایات میں حضرت نعمان کے اپنے الفاظ اس طرح منقول ہیں (فاخذ بیدی وانا یومئذ غلام) ایک روایت میں ہے (قال جاء بی ابی یحملنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پس میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اس وقت لڑکا تھا ۔ (۲) فرمایا میرے والد مجھکو اٹھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نابالغ صغیرالسن تھے ۔

(۳) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجوع کرلو ، ہبہ کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔لیکن یہ استدلال بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تم نے اپنے خیال میں جو فعل جائز وصحیح سمجھتے ہوئے کیا ہے وہ غیر صحیح ہے قابل رجعت ہے ۔

(۴) یہ کہنا کہ حضور کا فرمانا '' میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بنا لو ،، یہ بھی اس کی دلیل نہیں کہ اس سے صحت ہبہ کی اجازت مراد لی جائے بلکہ یہ عبارت جس طرح آپ کے نزدیک اجازت پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ایسی عبارت توبیخ کےلئے بھی استعمال ہوتی ہے جس سے متکلم کا مقصود مخاطب کو تنبیہ و تخویف کرنا ہوتا ہے نیز یہ معنی بھی ہوسکتے

ھیں کہ تم میرے علاوہ کسی کو گواہ بنالو لیکن یہ گواھی تمہارے مفید مطلب نہ ھوگی کیونکہ شرعاً یہ فعل درست ھی نہیں ھے جس طرح حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا تھا جب کہ بریرہ رض کے آقا ولاء کی شرط اپنے لئے رکھنا چاھتے تھے ,, شرط کرلو ،، کیونکہ جو شرط ناجائز ھو اس کے کرنے سے وہ ناقابل اعتبار متصور ھوگی اس کا کوئی اثر مرتب نہ ھوگا۔

(۵) آپ کا ایک روایت کی اس عبارت سے (تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں اختیار کرتے) ھبہ کی صحت و استحباب رجعت پر استدلال اس وجہ سے ضعیف ھے کہ دوسری روایت میں یہی عبارت بصیغۂ امر وارد ھوئی ھے جس کا ترجمہ اس طرح ھوگا ,, ان کے درمیان مساوات اختیار کرو یا برابری کرو ،،۔

(۶) یہ کہنا کہ جس روایت میں (سووا) کا لفظ آیا ھے، اس میں محفوظ طریقہ پر جو لفظ مروی ھے وہ (قاربوا) کا لفظ ھے لہذا مقاربت ان الفاظ کے پیش نظر کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں تو پھر مساوات بھی واجب نہ ھونا چاھئے ۔ یہ فرمانا اس لئے درست نہیں کہ جو عدل و مساوات کو واجب قرار دیتے ھیں وہ (قاربوا) کو (سووا) کے معنی ھی پر محمول کرتے ھیں نیز اسی روایت میں اس فعل پر (جور) و (غیر حق) کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ھے جو (قاربوا) بمعنی (سووا) ھونے کی دلیل ھے ۔

(۷) حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کہ اگر بطریقۂ تفصیل ھبہ صحیح نہ ھوتا تو یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تفضیل فی الھبہ کا عمل نہ کرتے ۔ اس کے جواب میں اتنا پیش کردینا کافی ھے کہ حضرات ابو بکر رض نے یہ ھبہ اپنی صحت و عافیت کے وقت میں کیا تھا ۔ ھوسکتا ھے کہ اس وقت آپ کی نیت یہ ھو کہ اس کے بعد دیگر ورثاء کو یکے بعد دیگرے اس طرح عطیات کردیں گے ۔ چونکہ حضرت عائشہ دوسری اولاد کے مقابلہ میں دو سبب کی بنا پر عطیہ میں تقدم کا حق رکھتی تھیں اولاً یہ کہ آپ ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب تر زوجہ تھیں، علم و فضل و اشاعت دین میں آپ کا بڑا

حصه تها دوم یه که آپ بیوه هوچکی تهیں لیکن دوسری اولاد کو هبه کرنے سے قبل هی وقت وفات آ پہنچا اور اس وقت اس هبه کی شکل جو حضرت عائشه رضی الله عنها کو کیا گیا تها تبدیل هوکر تفضیل البعض علی البعض کی شکل پیدا هوگئی اور یه ناجائز تها چنانچه آپ نے اسی عدم جواز کی بنا پر رجوع فرمالیا ۔

باقی رها حضرت عمر رض و حضرت ابن عوف و عبدالله ابن عمر کے آثار، ان میں بهی یہی احتمال ہے که دیگر ورثا نے اس ترجیح و تفصیل پر اظهار رضامندی کردیا هو اور هماری گفتگو اس صورت میں ہے جب که دیگر ورثاء اپنی خوشنودی و رضا کا اظهار نه کریں ۔

(مسلسل)

* * * * *

مرکزی ادارهٔ تحقیقات اسلامی

کی پیش کش

امام قشیری کے تین نایاب رسالوں کا مجموعه

الرسائل القشیریه

قیمت : دس روپے

ملنے کا پته

ناظم نشرو اشاعت ، مرکزی اداره تحقیقات اسلامی

حیدر علی روڈ ، کراچی نمبر ۵ ۔ پوسٹ بکس نمبر ۳۱۰۷